بریگیڈیر (ر) شمس الحق قاضی

سی ٹی بی ٹی اور متفقہ قومی موقف

زباں کچھ اور، بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

ہمارے بعض بھائیوں کے دلوں میں جو خوش فہمیاں پرورش پا رہی ہیں اس سلسلے میں ہم عرض کریں گے کہ سی ٹی بی ٹی اتنا معصوم اور بے ضرر معاملہ نہ سمجھا جائے کہ اس نے سطحی طور پر صرف نظر کیا جائے۔ چار ایٹمی معاہدوں میں سے سی ٹی بی ٹی سب سے زیادہ اہم ہے۔ یہ سب کے سب ایٹمی اور میزائلی صلاحیت کو صرف "اپنوں" تک محدود رکھنے کے لئے ان کی موجودہ صورت میں صدر کلنٹن نے یہودی دباؤ کے تحت پیش کئے ہیں۔ پہلا ایٹمی معاہدہ این پی ٹی ایٹمی صلاحیت کی ٹرانسفر روکنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کی میعاد ۲۵ سال رکھی گئی تھی لیکن ۱۹۹۵ء میں صدر کلنٹن نے اسے دوامی معاہدہ بنا دیا۔ پاکستان اور انڈیا کے حالیہ دھماکوں کے بعد این پی ٹی اب اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب امریکہ نے سی ٹی بی ٹی کے لئے پاکستان پر دباؤ بڑھا دیا ہے۔ واضح رہے کہ اس سلسلہ میں امریکہ پاکستان کے ساتھ انڈیا کا نام صرف "ضرورت شعری" کے طور پر لیتا ہے ورنہ امریکہ یا اس کے حلیف مغربی ممالک کو انڈیا کے ایٹم بم پر نہ پہلے کوئی اعتراض تھا اور نہ اب ہے، کیونکہ اس کی تیاری کے لئے امریکہ خود ہی انڈیا کو سپر کمپیوٹر اور دوسرے کل پرزے دیتا رہا ہے اور اسی طرح کینیڈا بھی انڈیا کو ہیوی واٹر سپلائی کرتا رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ کو کسی غیر اسلامی ملک کی ایٹمی صلاحیت پر کوئی اعتراض نہیں رہا۔ لیکن پہلے عراق اور اب پاکستان اور ایران کی ایٹمی صلاحیت کے خلاف امریکہ کا رویہ انتہائی جارحانہ ہے اور پاکستان کو سی ٹی بی ٹی پر دستخط کے لیے ستمبر ۹۹ء تک میعاد دی گئی ہے۔ ایک مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ اعمال کو نیتوں سے پرکھنا چاہیے چنانچہ امریکہ بہادر جو پاکستان پر سی ٹی بی ٹی کے لیے زبردست دباؤ ڈال رہا ہے تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ اس معاملہ میں امریکہ کی نیت کیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں ایٹمی ہتھیاروں اور میزائلوں کی ہسٹری کو کھنگالنا پڑے گا۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنی، برطانیہ اور امریکہ میں ایٹمی ہتھیاروں اور راکٹوں یا میزائلوں پر کام ہو رہا ہے۔ چنانچہ جرمنی نے میزائلوں کی دوڑ جیت لی اور وی - ۱ اور وی - ۲ قسم کی میزائلیں برطانیہ پر برسانی شروع کر دیں، دوسری طرف امریکہ نے جنگ کے اواخر میں ایٹم بم تیار کر لیے اور تجربہ کے لئے ہیروشیما اور ناکاساگی پر دو بم ایسے وقت میں داغ دیئے جب کہ جاپان پہلے سے ہی سرنڈر کے لیے تیار تھا اور بات چیت کر رہا تھا۔ چنانچہ امریکہ نے خود تو لاکھوں بے گناہ انسانوں کے قتل سے ایٹم بم کا تجرباتی دھماکہ کیا اور ہمارے لئے زیر زمین بے ضرر تجرباتی دھماکوں پر بھی قدغن لگا رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟

اس کے لئے ہمیں موجودہ میزائلوں کی تاریخ دیکھنی پڑے گی۔ جنگ عظیم دوم کے بعد میزائل بنانے والے جرمن سائنس دانوں کی طلب شروع ہوئی۔ چنانچہ ڈاکٹر فان بران کے گروپ کو امریکہ نے حاصل کر لیا۔ جس نے بعد میں امریکہ کو چاند پر پہنچنے والے راکٹ مہیا کر دیئے۔ دوسرے بہت سارے جرمن ماہرین کو روس ماسکو لے گیا جنہوں نے روس کا پہلا مصنوعی خلائی سیارہ سپٹنک بنا کر دیا۔ بعد میں کچھ بچے کھچے جرمن ماہرین مصر کے صدر ناصر نے بھی حاصل کر لئے۔ چنانچہ اسی طرح مصر میں بھی ۵۰ء کی دہائی میں میزائل سازی کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔ اب امریکہ کو روس کی میزائل سازی پر تو کوئی اعتراض نہ تھا لیکن اس نے سی ٹی بی ٹی کی طرح مصر کی میزائل سازی کے خلاف بھی سازشیں شروع کر دیں۔ لیکن جب مصر نے کسی دباؤ کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا تو امریکی ایجنٹوں نے جرمن ماہرین کے اہل خاندان کو جرمنی میں ہراساں کرنا شروع کر دیا چنانچہ ماہرین اپنے اہل خاندان کو ملنے والی موت کی دھمکیوں سے مجبور ہو کر مصر چھوڑ گئے۔ اس کے بعد امریکہ لگاتار اسی کوشش میں رہا کہ عالم اسلام میزائلی اور ایٹمی ٹیکنالوجی نہ حاصل کر سکے۔ چنانچہ عربوں کے خرید کردہ ایٹمی ری ایکٹر کو فرانس کی بندرگاہ میں ترسیل کے وقت تباہ کر دیا گیا۔ عربوں کے چوٹی کے ایٹمی سائنس دان کو جو عراق میں ایٹمی تنصیبات کا سربراہ تھا، پیرس کے ایک ہوٹل میں قتل کر دیا گیا۔ بعد میں عراقی ایٹمی تنصیبات کو ہوائی حملہ سے تباہ کر دیا گیا اور ہمارے کہوٹہ پر بھی بھارت سے مل کر نگاہ رکھی گئی۔ فرانس سے خرید کردہ ایٹمی ری ایکٹر کی ترسیل رکوا دی۔ دوسری طرف سوویت یونین کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد جو روسی ایٹمی اور میزائیلی ماہرین اور سائنسدان بیکار ہو گئے تھے ان کو اسلامی ملکوں میں جانے سے روکنے کے لئے گھر بیٹھے تمام سابقہ تنخواہیں اور مراعات براہ راست امریکہ نے دینے کا انتظام کیا۔ امریکہ نے یوکرائن وغیرہ سابق روسی ریاستوں کو بیس ارب ڈالر ادا کر کے ان کے پاس سوویت یونین کے وقت کا ذخیرہ کردہ ایٹمی مواد اور ہتھیار جو وہاں پر موجود تھے ماسکو واپس کروایا۔ اب شمالی کوریا سے سارا جمع شدہ ایٹمی مواد خریدنے یا تباہ کرنے کی تگ و دو ہو رہی ہے اور یہ سب جتن محض اس لئے کئے جا رہے ہیں کہ کہیں ایٹم بم بنانے والا یہ مواد اور ایٹم لے جانے والے میزائل کسی اسلامی ملک کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔

اتنی ڈھیر ساری رکاوٹوں کے باوجود پاکستان ایٹم بم اور غوری قسم کی میزائل بنانے میں کامیاب ہو گیا ہے تو یہ بات نہ صرف ہمارے مایہ ناز ایٹمی اور میزائلی سائنس دانوں اور ماہرین کی دلی لگن اور انتھک محنتوں کا ثمر ہے بلکہ یہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم کا مظہر ہے۔ کیا ہم اتنی ناشکری قوم ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس خاص انعام کو اپنے ہی ہاتھوں برباد کر دیں گے۔ چنانچہ جب بھارتی دھماکوں کے بعد امریکہ نے دیکھا کہ پاکستان اپنا ایٹمی مواد چاغی کی ٹیسٹ گراؤنڈ میں پہنچا رہا ہے تو وہی امریکہ صدر جو ہمارے حکمرانوں کو جھروکہ سے دیدار دینے کے لئے بھی تیار نہ تھا، اس نے چوبیس گھنٹوں میں چھ چھ بار ہمارے وزیراعظم کو فون کیا اور دھماکہ نہ کرنے کے لئے دنیا بھر کی نعمتوں کی پیشکش کرتے رہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ

سی ٹی بی ٹی کوئی بہت ہی بڑا طوفانی معاملہ ہے۔ لیکن دوسری طرف ہمارے سائنس دانوں سے اور بعض سرکاری دانشوروں سے بھی کہلایا جارہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے ہماری ایٹمی تنصیبات، ٹیکنالوجی پیش رفت اور صلاحیت کو نہ کوئی خطرہ ہے اور نہ اسے مزید ترقی دینے میں کوئی رکاوٹ ہوگی۔

امریکی رسالہ ٹائم میں شائع شدہ حالیہ انٹرویو میں بھارتی ایٹم بم کے سربراہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالکلام کو سی ٹی بی ٹی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سیاسی معاملہ ہے اور یہ ہم سائنس دانوں اور ماہرین کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔ اسی لئے یہاں پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہمارے سائنس دانوں سے تو یہ کہلوایا جارہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس سے کہوٹہ لیبارٹری کی انسپکشن نہیں کی جاسکتی لیکن اگر یہ اتنا ہی معصوم سا معاملہ ہے تو اس سے امریکہ کے پیٹ میں مروڑ کیوں اٹھ رہے ہیں ۔ جبکہ امریکہ اور اس کے حلیف ممالک ہمارے بارہ میں ہر نیک کام کو سی ٹی بی ٹی پر دستخطوں سے کیوں مشروط کر رہے ہیں۔ چنانچہ جب ہم سی ٹی بی ٹی کے تقریباً ایک سو صفحوں پر محیط متن کو دیکھتے ہیں تو معاملہ کچھ اور لگتا ہے اور اس پر ہمیں مولانا محمد علی جوہر کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

مجھے انکار وصل غیر پہ کچھ شک نہیں لیکن
زباں کچھ اور بوئے پیرہن کچھ اور کہتی ہے

اگر بات صرف دھماکہ کی ممانعت تک محدود ہوتی تو اس کے لئے تو آدھے صفحہ کی یہ تحریر ہی کافی ہوتی کہ "زیر دستخطی آئندہ دھماکہ نہ کرنے کا عہد کرتا ہے"۔ اور اگر محض یہی دیکھنا مقصود ہوتا کہ دھماکہ کیا گیا ہے یا نہیں تو صرف چاغی پہاڑی کے دو چار مربع کلومیٹر علاقہ کا ایک آدھ روز معائنہ ہی کرتا۔ لیکن جب سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے والا ملک اس بات کا پابند ہوگا کہ نہ صرف وہ دھماکہ نہ کرے گا بلکہ کوئی ایسا اقدام بھی نہ کرے گا جس سے دھماکہ کرنے کی حوصلہ افزائی یا ارادہ معلوم ہو اور اسی شق کے ضمن میں "گراؤنڈ انسپکشن" کو ایک ہزار مربع کلومیٹر پر محیط کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس محیط میں لیبارٹریاں بھی آتی ہیں۔ دھماکہ کرنے کے بعد والی تصدیق کے لئے تو دو چار مربع کلومیٹر کی چاغی پہاڑی کی انسپکشن کافی ہے اور پھر معاہدہ کے مطابق تو یہ انسپکشن ۱۳۰ دن تک جاری رہ سکتی ہے لیکن عراق کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یو این او کی ہدایت پر معائنے کے سلسلے میں ایک اور لامتناہی کارروائی کی جاسکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سب کا مطلب ہماری ایٹمی صلاحیت کو بالکل ختم کرنا ہوگا۔ چنانچہ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت کسی بھی معاملہ کے ساتھ مشروط کرنا مناسب نہیں۔ یعنی نہ قرضوں کے ساتھ نہ ڈالروں کے ساتھ نہ مسئلہ کشمیر کے ساتھ اور نہ ہی اس بات کے ساتھ کہ بھارت دستخط کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ ہمیں سی ٹی بی ٹی پر صرف اس وقت دستخط کرنے چاہئیں

بقیہ ص ۴۱ پر